ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

از تصنیف حضرت سید قطب علیشاہ صاحب مجلوی دام فیضانہم

سنہ ۱۳۴۳ھ (رسالہ) سنہ ۱۹۲۵ء

# حیات النبی

بہ حسن سعی

میاں سردار بخش و حافظ محمد سعید تاجران کتب موضع بلبانی سندیلانوالی

ڈاکخانہ تلمبہ ضلع ملتان

در مطبع کریمی سٹیم پریس لاہور میں چھپا

بار اول ۱۰۰۰

قیمت

متعلقہ کتب خانہ

قبلہ حضرت صاحبزادہ سید غلام رسول صاحب ختم پوری

سجادہ نشین دربار گوہر بار سید بشیر محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

رسالہ

# حیات النبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اما بعد بندہ خادم الفقراء **سید قطب شاہ** متوطن بیر محل ۱۳۴۳ھ یکہزار سو تینتالیس ہجری میں عرض کرتا ہے کہ فرقہ وہابیہ کا عقائد تو ہر کس عام و تمام خوب جانتا ہے۔ کہ ان کو کوئی چیز بھی شرک سے خالی نظر نہیں آتی مگر میں ان سب سے قطع نظر کر کے صرف ان باتوں کو تحریر کرتا ہوں کہ جن سے یہ ہمارے رسول علیہ السلام و اولیاء کرام کے شان میں شرک وغیرہ کے الزام لگاتے ہیں۔ جیسا کہتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اور نہ ہی وہ حاضر و ناظر ہیں۔ نہ حیات النبی ہیں۔ اور نہ اب زندہ ہیں۔ اور بھی وہ ہم جیسے بشر ہیں۔ ان کو حاضر و ناظر زندہ وغیرہ کہنا شرک ہے۔ اور آنحضرت کی مزار شریف پر سفر کر کے جانا شرک ہے اور اسی طرح ہر انبیاء و اولیا کی نسبت بھی کہتے ہیں۔ کہ ان سے حاجت وغیرہ طلب کرنی شرک ہے اور ان کی منت دینا، نیاز دینا شرک ہے۔ اور ان کے پاؤں کو بوسہ دینا۔ اور تعظیمی سجدہ [illegible] شرک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس وہابیوں کی نظیر دے کر

میں نے یہ تحریر اس واسطے کی ہے۔ کہ اکثر آج کل کے تو ہمارے بھی علماء کا
یہی حال ہے۔ گو آپ کو حنفیہ تو کہلاتے ہیں۔ مگر تمام پیروی وہابیوں کی
کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اُن کی طرح اور انہیں لفظوں سے پیغمبر علیہ السلام
و اولیائے کرام کی ہتک و توہین کرتے ہیں۔ وجہ اُس کی یہ ہے اکثر آج
کل کے علماء علم ظاہر کے تو ماہر مگر علم باطن کے جاہل ہیں۔ اس قصور کے
سبب ان کے ظاہری علم میں فتور پڑ گیا جس سے انبیاء و اولیاء کا پورا
شان پہچان نہ سکے۔ جیسا کہ امیر علیہ السلام کا قول ہے۔ "عِلْمُ الظَّاهِرِ عَيْنُ
الْاِنْسَانِ وَعِلْمُ الْبَاطِنِ نُوْرُ الْعَيْنِ وَالْعَيْنُ بِغَيْرِ نُوْرٍ عَمْيٌ"
یعنی ظاہر علم آدمی کی آنکھ ہے۔ اور باطنی علم آنکھ کا نور ہے اور بغیر نور
کے آنکھ اندھی ہے۔ پس اسی طرح باطن کے سوا ظاہر علم اندھا اور بے سود
ہے۔ تب ہی تو آنحضرتؐ کے کمالات اور اولیاء کے درجات کو اندھی آنکھ
دیکھ نہیں سکتی۔ اے جاہل تو حضرت کا شان کیا جانتا ہے۔ اُن کے فضائل
و مخفی راز تو کسی صوفی عاشق زار سے پوچھ۔ ورنہ کور را آئینہ چہ کند۔
اور علم باطن وہ ہے جس کے واسطے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
کے پاس گئے۔ جن کی باتیں حضرت موسیٰؑ بھی سمجھ نہ سکے جسکا قرآن میں مفصل
بیان ہے۔ اور بھی جس علم کے اشارات میں حروف مقطعات ہیں۔ لیکن وہ
علم باطن بغیر پیر کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے بغیر پیر کے کوئی
مراتب پذیر نہیں ہوا۔ مگر افسوس آج کل کے علماء [illegible] باطنی علم کی طرف
توجہ بھی نہیں کرتے۔ توجہ تو کیا بعض عالم تو ا[illegible] باطنی علم کا نام بھی

نہیں جانتے اور بعض عالم تو ظاہر علم کے فخر سے پیر کا ملنا بھی ہتک جانتے ہیں۔ اور بعض تو بیعت کی شرط بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ بھی اُس کے ساتھ جو آپ سے علم ظاہر کا زیادہ ماہر ہو۔ باطن کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں پس اسی سبب تو یہ لوگ علم باطن سے جاہل رہتے ہیں۔ اور انبیاؑ و اولیاء کی شان میں بدگمان ہو کر وہابیوں کی طرح اُن کی ہتک و توہین کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن مولوی محمدؐ یار صاحب سکنہ گڑھی اختیار خاں ریاست بہاولپور نے وعظ میں ہمارے حضرت محمد علیہ السلام و اولیائے کرام کے کچھ اس طرح فضائل بیان فرمائے۔ کہ وہ زندہ ہیں علم غیب کو جانتے ہیں حاضر و ناظر ہیں۔ دُعا سنتے ہیں۔ امداد کو پہنچتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اُن کے مقابل غلام محمدؐ گھوٹوی مولوی محمد علیم صاحب ملتانی و مولوی سید غلام حسین شاہ مدرس مدرسہ نعمانی ملتان و مولوی غلام رسول صاحب مدرس ضلع مظفر گڑھ و مولوی سید دین محمدؐ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں وغیرہ وغیرہ نے مولوی محمدؐ یار موصوف پر ان فضائل حضرت کی بابت کفر کا فتویٰ لگا کر شائع کرا دیا۔ جس کا مضمون تو یہ ہے۔ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کے جاننے والا مشرک ہے۔ اور بھی آنحضرت کو حاضر و ناظر جاننا شرک ہے۔ اور حضرت کو بشر نہ کہنا شرک ہے۔ اور بھی انبیاء و اولیاء دور سے آواز سُن نہیں سکتے اُن کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے۔ اور اُن سے حاجت طلب کرنی شرک ہے۔ اور اولیاء کے پاؤں کو بوسہ دینا شرک ہے۔ اور اُن سے دعا مانگنا شرک ہے۔ اور اُن کو تعظیمی سجدہ کرنا بھی شرک ہے اور

بزرگان کی منت ماننا۔ اور اُن کی نذر و نیاز دینی شرک ہے وغیرہ وغیرہ
ہم پوچھتے ہیں۔ کہ وہابی لوگ بھی تو اسی طرح اور انہی لفظوں کے
ساتھ ہمارے پیغمبر علیہ السلام اور تمام اولیاء کرام کی ہتک و توہین کرتے
ہیں۔ پھر تمہارا اور اُن کا کون سا فرق باقی رہا۔ کچھ انصاف کرو اور اپنے
مذہب کا پاس کرو۔ تعجب تو یہ آتا ہے۔ کہ نہ کسی کے پاس کوئی سند
نہ ثبوت ہے۔ صرف دیکھو دیکھائی کرکے ایک دوسرے کے پیچھے چلے جاتے
ہیں۔ جیسا کہ آج کل دیوبند کے علماء اور اکثر نقشبند کے فقراء بھی اسی طرح
ان باتوں پر کفر کے فتوے دے رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ان ہمارے
علماء کو اس فتوے دینے کے وقت وہ حضرت کی حدیث بھی یاد نہ آئی۔ جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو لعنت
نہ کرے۔ کیونکہ وہ دونوں میں سے ایک پر تو ضرور پلٹ پڑتی ہے۔ اگر وہ
لائق لعنت ہے تو اُس پر پڑی ورنہ کہنے والا خود لعنتی ہوا۔ نعوذ باللہ منہا
اسی واسطے تو علما اور اولیاء فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کا نام لے کر یہ نہ
کہے کہ فلاں کافر یا لعنتی یا بے ایمان وغیرہ ہے۔ اگر وہ اس طرح نہیں تو
کہنے والا خود اُس لفظ کا مصداق ہو جاتا ہے۔

اے بھائیو! خدا سے ڈرو اپنے ایمان کا پاس کرو۔ ان عقائد فاسدہ
کو چھوڑو۔ خدا کے قرآن و حضرت کی احادیث سے مُنہ نہ موڑو۔ ابھی تو
توبہ کا وقت ہے کل قیامت کا دن نہایت سخت ہے۔ دیکھو ان تمہاری ہر ایک
بات کی بھی ہم تردید کر کے اہل دید صاحب فہید کے پیش کرتے ہیں۔

پھر ہر ایک دین کے صراف سے انصاف چاہتے ہیں *

# عِلم غَیب کا ثبوت

اول ہم علم غیب کا کچھ بیان کرتے ہیں چنانچہ حق سبحانہ و تعالےٰ فرماتا ہے عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (ترجمہ) یعنی اللہ جاننے والا ہے علم غیب کا نہیں خبر دیتا اپنے غیب کی کسی کو۔ مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول پس انبیاء کو علم غیب کا ہونا تو قرآن سے ثابت ہوگیا۔ مطلق نفی تو چلی گئی۔ مگر اس میں اتنا فرق ہے کہ خدا کو علم غیب خود ذاتیہ ہے۔ اور انبیاء کو عطیہ پھر اگلی آیت میں بھی فرمایا۔ مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (ترجمہ) اور نہیں خبردار کرتا اللہ تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ پھر آگے فرماتا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ یعنے وہ نہیں ہے اوپر غیب کے بخیل یعنی وہ غیب کی خبر بتانے پر بخیلی نہیں کرتا یعنی سخی ہے پس سخی کا فیض عام ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنے پیغمبروں کے بعضے اور اپنے دوستوں کو بھی اس علم غیب کی خبر دیتا ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جگہ اپنی ذات سے علم غیب کی نفی فرمائی ہے۔ جیسا آیت شریفہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

یعنی حضرت نے فرمایا۔ کہ میں تم کو یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس خزائن خدا ہیں اور میں غیب جانتا ہوں۔ پس اس کی مفسّر دو وجہ لکھتے ہیں۔ ایک تو حضرت نے اپنی کسر نفسی فرمائی اور خدا کی ربوبیّت و اپنی عبودیت کو پسند رکھ کر ادب کو کام فرمایا۔ جیسا کہ صاحب تفسیر خازن بھی جلد دوم صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا نَفَیٰ عَنْ نَفْسِہِ الشَّرِیْفَۃِ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَاعْتِرَافًا بِالْعُبُوْدِیَّۃِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیا کی اپنی ذات سے محض اس لئے نفی فرمائی۔ کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں تواضع مقصود تھی۔

دوسری وجہ اپنی ذات سے علم غیب کی نفی فرمانے کی یہ ہے۔ جیسا کہ تفسیر حسینی میں سورۂ مریم میں ہے۔ کہ مواہب میں رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں ہیں۔ ایک بشری قولہ تعالٰی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی حضرت نے فرمایا میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں دوم ملکی جیسا کہ فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں اپنے رب کے نزدیک رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ سوم حقی جیسا کہ فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ یعنی میرا اللہ تعالٰی کے ساتھ ایسا وقت ہے جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے۔ اور نہ نبی اور نہ مرسل اور بھی اس سے زیادہ روشن یہ حدیث ہے۔ فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے

مجھ کو دیکھا تحقیق اُس نے خدا کو دیکھا +

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صورت بشری دملکی سے علم غیب کی نفی فرمائی۔ جس کی اکثر عالم حجت پکڑتے ہیں۔ مگر صورت حقی کو نہیں دیکھتے دیکھو اپنی صورت حقی کے متعلق تو حضرت نے علم غیب کو اظہر من الشمس عیاں فرمایا ہے۔ جس میں اکثر آیات اور بہت سی حدیثات اور فضائل و دلائل ہیں جن کو تو کچھ ہم بھی ناظرین صاحب دین کے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ عینی شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۶۸ پر اور بھی قسطلانی مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۱۸۵ میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک قصیدہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا اُس میں یہ شعر بھی تھا ؎

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ
وَاِنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ

ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور نیز یہ بھی شہادت دیتا ہوں۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر غیب کے امر پر مامون ہے + روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کو سُن کر تبسم فرمایا۔ اور محظوظ ہوئے۔ دیکھو اگر آنجناب کو علم غیب نہ ہوتا یا شرک و کفر ہوتا۔ تو کیا آپ اس کو منع نہ کرتے کیونکہ آپ حجۃ اللہ تھے نیز کیا یہ ممکن ہے۔ کہ نبیؐ کے سامنے خلاف احکام نبوت کوئی کام کیا جاوے اور وہ منع نہ کریں۔ بلکہ سُن کر آپ تبسم فرماویں۔ پس شرح بخاری و قسطلانی سے صاف ثابت ہوا کہ کل غیب شے پر آپ مامون و محیط تھے۔ دیکھو کیسی

شخص نے کوئی کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا۔ اور آپ نے بعد ملاحظہ اُس کو پسند فرمایا۔ یا منع نہ کیا۔ تو یہ بھی آپ کی حدیثوں میں سے ایک قسم کی صحیح حدیث ہے۔ اور بھی علماء اسلام میں آج تک تو یہی دستور چلا آتا ہے۔ کہ جب حروف مقطعات کے ترجمہ کا وقت آتا ہے۔ تو مفسر فرمایا کرتے ہیں کہ اس علم کو اللہ اور رسولؐ خوب جانتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ تمام علم مغیبات و معلومات ظاہر و باطن کے رموز و اسرار قرآن میں درج ہیں۔ اس سے کوئی چیز باہر نہیں۔ جیساکہ کسی بزرگ کا قول ہے۔

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصِرُ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَالِ

ترجمہ تمام علوم قرآن میں درج ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کی عقلیں اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں +

جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی قرآن میں چھوٹی و بڑی سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ دیگر وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنی فرمایا کوئی دانہ کوئی پتہ کوئی خشک کوئی تر وہ دنیا میں کوئی چیز نہیں جو قرآن میں درج نہ ہو۔

دیگر مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ فرمایا ہم نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا۔ سب کچھ لکھ دیا ہے۔!

دیگر وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یعنی ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری ہے۔ اے محمدؐ جس میں بیان ہے ہر شے کا اور صاحب تفسیر

اتقان اس آیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مَامِنْ شَیْءٍ فِی الْعَالَمِ اِلَّا وَھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یعنی دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کتاب اللہ میں درج نہ ہو۔ پس یہ تو ہر کس تسلیم کرتا ہے۔ کہ قرآن کا عالم نبی علیہ السلام سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ جس کو قرآن اترا ہے۔ وہی اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے جس سے معلوم ہوا۔ کہ جو قرآن میں ظاہر و باطن کے علوم تھے وہ تو سب کے سب حضرت کو معلوم تھے۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے عالم و علم ماکان و مایکون کے بھی واقف تھے۔ کیونکہ یہ علم بھی قرآن سے باہر نہیں ہے۔ اور علم غیب کی بابت تو ذرہ کچھ اور بھی کان لگا کر سنئے۔ مولانا ابوالبرکات تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ افضل المطابع دھلی صفحہ ۲۴۶ پر تحت آیت شریفہ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ اس طرح تحریر فرماتے ہیں مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ یعنی حضرت کو علاوہ علم شریعت کے اور تمام پوشیدہ امور کا عالم بنایا۔ اور تمام دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کا واقف بنا دیا یعنی آپ شریعت کے علاوہ اور علموں کے بھی واقف ہوئے یعنی علم غیب کے بھی اور بھی صاحب تفسیر حسینی آیت مذکور کے ذیل میں اس طرح ارقام کرتے ہیں اور وہ صاحب بحر الحقائق سے منقول کرتے ہیں۔ کہ آں علم ماکان و ما سیکون ہست کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ در شب اسریٰ بداں حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرۂ در حلق

من ریختند فعلمت بھا ماکان وما سیکون ترجمہ حضرت نے فرمایا
میں زیر عرش تھا۔ایک قطرۂ عرفان و محبت میرے حلق میں گرایا گیا۔پس
بوجہ اس کے مجھے علم ماکان و سیکون حاصل ہو گیا۔یعنی علم اُس شے کا جو
ہو چکی ہے۔اور جو اب ہے۔اور جو آئندہ ہو گی۔کیوں صاحب یہی علم غیب
ہے یا نہیں۔خیر آگے چلئے کچھ اور بھی سُنئے۔!

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کتاب مدارج النبوۃ مطبوعہ
افضل المطابع دہلی صفحہ ۱۹۲ میں قصہ معراج کو رسول علیہ السلام سے یوں
منقول کرتے ہیں۔جس کا میں صرف ترجمہ لکھتا ہوں۔یعنی حضرت نے فرمایا مجھے
آواز آئی کہ قریب ہو اے تمام جہان سے بہتر۔قریب ہو اے احمدؐ قریب ہو
کے محمدؐ۔حضرت فرماتے ہیں۔کہ پھر میرے پروردگار نے مجھے اپنے نزدیک کر لیا
اور میں اس حال میں ہو گیا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فکان قاب قوسین
او ادنیٰ یعنی میرے اور میرے حبیب میں فقط دو کمان کا فرق یا اس سے بھی
کم رہ گیا۔پھر خدا نے مجھ سے کوئی بات پوچھی میں جواب نہ دے سکا۔پس خداوند
کریم نے اپنے ہاتھ کو۔جو بے کیف و بے تحدید تھا۔میرے شانوں کے درمیان
رکھا۔مجھے سینے سے ایک سردی سی معلوم ہوئی پھر مجھے پروردگار نے
علم اولین و آخرین عطا کیا۔اور مجھے چند اقسام علوم خدا نے سکھائے
ایک تو وہ علم تھا کہ جس کی بابت مجھ سے عہد کیا کہ کسی کو نہ بتاؤں اور
بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔دوسرا وہ علم
جس کی بابت مجھے اختیار دیا گیا۔خواہ اُسے ظاہر کروں یا پوشیدہ رکھوں

تیسرا وہ کہ جس کی تبلیغ کا مجھے خاص و عام امت کے لئے حکم ہوا یعنے شریعت پس اس حدیث سے بھی ثابت ہوا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل علوم کے عالم تھے۔ پھر کچھ آگے چل کر مولانا شاہ عبدالحق صاحب اسی کتاب میں اس حدیث کو اس طرح بھی نقل کرتے ہیں۔ میں اس کا بھی صرف ترجمہ لکھتا ہوں۔ یعنی حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہوا۔ اور میری زبان پر پڑا۔ میں نے ایسی چیز کو چکھا۔ کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا۔ اور مجھے اولین و آخرین کی خبر حاصل ہوگئی۔ اور میرے دل کو روشن کر دیا۔ اور نورِ عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا۔ پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا۔ اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا۔ جیسا کہ آگے سے دیکھتا تھا کیوں صاحب علم غیب اسی کو کہتے ہیں یا نہیں۔ کہ جس کو اوّلین و آخرین کی خبریں حاصل ہوں اور جو تمام اشیاء کو بھی دل میں دیکھ لیا کریں اور بھی جس طرح آگے سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھا کریں ذرا توجہ فرماؤ تو اور سنئے!

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ کہ ایک دن رسول علیہ السلام نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا۔ درمیان میں سوائے نماز ظہر و عصر کے اور کچھ کام نہ کیا فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا یعنی پس خبر دی رسول اللہ نے ہم کو تمام ان امور کی جو قیامت تک ہونے والے ہیں پس ہم

میں سے زیادہ عالم وہ ہے۔ جس کو زیادہ حدیثیں یاد ہوں مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ امام احمد قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ باب اخبار الغیوب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حدیث اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ یعنی حضرت نے فرمایا کہ خداوند کریم نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا اور میں اُسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے۔ اور جو اس میں ہو گا۔ قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف وجوانب میرے سامنے یوں ہیں۔ جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔ یعنی جیسے ہاتھ کی ہتھیلی میں لکیریں خورد و کلان نظر میں آسکتی ہیں۔ ایسا ہی دو جہاں کی اشیاء کو میں دیکھ رہا ہوں۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب تو اس قدر ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ اب کسی کا کچھ چون وچرا باقی نہیں رہا۔ مگر منکروں کے انکار کا بھی بحر بے کنار ہے +

اور بھی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑے شریف والے اپنی کتاب اَعْلَاءُ کَلِمَۃُ اللّٰہِ فِیْ بَیَانِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے صفحہ ۷۹ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں علم غیب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں وہو ہذا۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلعم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صلعم خُطْبَۃً مَا تَرَکَ فِیْھَا شَیْئًا اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ

الحدیث وَاَخرَجَ الطبرانی عَنْ ابی عُمرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلّمَ اِنّ اللّٰہَ رَفع اِلَی الدُّنْیا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا
وَاِلیٰ مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلیٰ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَاَنّمَا اَنْظُرُ اِلیٰ کفی ھٰذا
قَالَ الزّرْقَانِیْ قَوْلُہٗ قَدْ رَفَعَ اِیْ اَظْھَرَ وَکَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْث
اَحطتُ بِمَا فِیْھَا وَفِیْ الْمُسْلِمِ عَنْ عُمَرؓ بن الخطّاب فِیْ حَدِیْث طویل
فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَاھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا وَفِی مشکوٰۃ فِیْ
حَدِیْث طَوِیْل فَعَلِمْتُ مَافِی السّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَفِیْ فتحُ العزیزِ
تَحْتَ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا کی تفسیر میں مفسر
اس طرح فرماتا ہے۔ یعنی باشد رسول خدا بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است
بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدیں خود کہ در کدام درجہ از دین من
رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماند
کدام است پس او مے شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمار او
اعمال نیک وبد شمار او اخلاص ونفاق شمار انتہیٰ بقدر الحاجت۔ قول مفسر
قَالَ العلّامۃ الخطیبُ فِی المواھِب اذلا فرق بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ
فِی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم
وَخواطرھم وَذٰلِکَ عندہ لاجلی لاخفاء بہ الخ قول مفسر وَقَالَ
العلی القاری فِی شرحہ الشفاءِ ان روح النّبی صَلّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلّمَ
حاظِرٌ فی جمیعِ بیوتِ المسلمین الخ غاشیہ نمبر اس

| پہلی حدیث کا ترجمہ | ترجمہ بخاری میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ |
|---|---|

فرمایا۔ کہ کھڑے ہوئے ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر پس خبر دی ہم کو ابتدائے پیدائش سے تا داخل ہونے اہل بہشت کے اپنی منزلوں میں اور اہل دوزخ کے اپنی منزلوں میں۔ یعنی حضرتؐ نے اوّل پیدائش سے لیکر دوزخ و بہشت میں داخل ہونے تک جو حالات ہوئے ہیں یا ہونگے۔ سب بیان فرما دیئے۔ پس اسی کو علم غیب کہتے ہیں۔

**دوسری حدیث کا ترجمہ** اور ۲ متفق علیہ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ کہ تحقیق خطبہ سُنایا ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ چھوڑی اس میں کوئی شے روز قیامت تک۔ یعنے جو قیامت تک معاملے ہونے والے تھے سب ظاہر کر دیئے۔

**تیسری حدیث کا ترجمہ** اور ۳ طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ تحقیق خداوند کریم نے تمام دُنیا کو میرے سامنے کیا۔ اور میں اُسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے۔ اور جو اس میں ہوگا۔ قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف و جوانب میرے سامنے یوں ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔!

**چوتھی حدیث کا ترجمہ** حدیث ۴ اور کہا زرقانی نے کہ فرمایا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظاہر کی گئی دنیا میرے سامنے اس طرح کہ میں نے گھیر لیا اس چیز کو کہ جو کچھ اس میں ہے۔

**پانچویں حدیث کا ترجمہ** اور ۵ مسلم میں عمر بن الخطب سے طویل حدیث میں روایت ہے۔ کہ خبر دی ہم تمام کو اُن امور کی جو ہو چکے ہیں۔ اور جو ہونے

والے ہیں قیامت تک پس ہم سے زیادہ عالم وہ ہے۔ جس کو زیادہ یاد ہے۔!

**چھٹی حدیث کا ترجمہ** اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث طویل میں ہے حضرت نے فرمایا۔ کہ جان لیا۔ میں نے اُن سب چیزوں کو جو آسمانوں۔ اور زمین میں ہے۔!

**ساتواں آیت شریف کی تفسیر کا ترجمہ** اور فتح العزیز میں قولہٗ تعالےٰ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا کے تحت میں درج ہے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہیں اس لئے کہ وہ اپنے دین کے ہر متدین کے مرتبہ کو نور نبوت سے جانتے ہیں۔ کہ وہ میرے دین سے کس درجہ تک پہنچا ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور اُس حجاب اور پردہ کو بھی جانتے ہیں۔ کہ جس کے سبب وہ ترقی سے محجوب ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے درجوں کو اور جانتے ہیں تمہارے نیک اور بُرے عملوں کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو۔!

**آٹھواں مفسر کے قول کا ترجمہ** اور فرمایا علامۃ الخطیب نے مواہب میں کہ نہیں فرق درمیان موت اور حیات آنحضرت صلی اللہ کے بیچ مشاہدہ اُن کے کے واسطے اُمت اپنی کے۔ اور آنحضور صلعم اپنی اُمت کے تمام حالات اور نیات اور ارادے اور خیالات وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں اور یہ تمام اُن کے نزدیک ظاہر ہیں ہرگز پوشیدہ نہیں ہیں الیٰ آخرہ۔

نانواں قول مفسر کا ترجمہ | اور علی القاری اپنی شرح الشفاء میں فرماتے ہیں
کہ تحقیق روح مقدس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام اہل اسلام کے گھروں میں
رہتا ہے شاہ صاحب نے فرمایا جو شخص کہ حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وسلم
کو نظر بر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ
اور قُلْ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا اور اس قسم کی دوسری
آیاتوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل تمام آدمیوں کے جانے۔ تو
وہ گمراہ ہے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔!

علم غیب کا تو ہم اور بھی کچھ ثبوت دکھلانا چاہتے ہیں۔ دیکھو
مولانا جلال الدینؒ انموذج اللبیب میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو سوائے ان پانچ چیزوں کے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور سب
اشیاء کا علم کامل عطا کیا گیا۔ پھر آگے چل کر لکھا بعض کہتے ہیں۔ کہ ان
اشیاء خمسہ کا علم بھی جناب نبوی کو عطا کیا۔ مگر حکم ہوا۔ کہ آپ اُسے ظاہر
نہ کریں۔ اور بھی عینی شرح بخاری جلد اول صفحہ ۳۲۷ پر حدیث مرقوم
ہے۔ قَالَ الْقُرْطُبِیْ لَا مَطْمَعَ لِاَحَدٍ فِیْ عِلْمِ شَیْئٍ مِّنْ هٰذِهِ
الْاُمُوْرِ الْخَمْسَۃِ لِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَدْ فَسَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ الخ بِهٰذِهِ
الخمس قَالَ فَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَ شَیْئٍ مِّنْهَا غَیْرَ مُسْتَنِدٍ اِلَی الرَّسُوْلِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ کَاذِبًا ترجمہ قرطبی کہتا ہے۔ کہ کوئی بھی
ان اُمور خمسہ کے علم کا دعوے نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی اس بارہ

میں خواہش ظاہر کر سکتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وعندہ مفاتیح الغیب کی ان اشیاء خمسہ سے تفسیر کی ہے۔ اور پھر قرطبی کہتا ہے۔ کہ ہاں اگر سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور شخص مدعی علم اشیاء خمسہ کا ہوگا۔ تو وہ کاذب ہے پس معلوم ہوا۔ کہ ہمارے نبی علیہ السلام کو تمام اشیاء کا اور ان پانچ چیزوں کا علم بھی تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ جیسا کہ بخاری میں یہ حدیث ہے۔ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِہٖ یعنی حضرت نے فرمایا کہ نہ سوال کروگے تم مجھ سے کسی شے کا جو درمیان تمہارے اور درمیان قیامت کے ہے۔ مگر میں تم کو اس کی خبر دونگا۔ اور ابونعیم دلائل میں حضرت ام الفضل سے عبداللہ بن عباس یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہا ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں جا رہی تھی۔ درانحالیکہ میں حاملہ تھی۔ آپ نے فرمایا تیرے حمل میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو۔ تو اس کو میرے پاس لائیو فَلَمَّا وَلَدْتُہٗ اَتَیْتُہٗ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِی الْیُسْرٰی۔ پس جب میں نے اس کو جنا تو پھر میں اس کو آپ کی خدمت اقدس میں لائی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت اور بھی واضح ہو کہ یہ تمام بحث حضرت کے علم غیب کی تو بعد نبوت ظاہری کے تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تو اس ظاہر نبوت سے پہلے بھی حاصل تھا۔ جس کا مذکور تو عام حدیثوں میں مشہور ہے۔ چنانچہ کُنْتُ نَبِیًّا وَکَانَ اٰدَمُ بَیْنَ

اَلْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ یعنی حضرت نے فرمایا۔ کہ میں نبی اس وقت تھا جب
کہ آدمؑ پانی و مٹی میں تھے۔ یعنی آپ اس وقت نبی تھے۔ جبکہ آدم کا پتلا
تیار بھی نہ ہوا تھا۔ ایک اور حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کے باب فضائل
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل دوم میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی وَجَبَتْ
لَکَ النُّبُوَّۃُ۔ قَالَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ
یعنی لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ نبوت آپ کے لئے
کب سے واجب و متحقق ہوئی حضرت نے فرمایا جب کہ آدم علیہ السلام
کا وجود روح و جسد میں تھا۔ یعنی ابھی آدم کا بت تیار نہ ہوا تھا۔ اس
حدیث کو ترمذی نے بھی بیان کیا ہے۔ ان حدیثوں سے صاف ثابت
ہوا۔ کہ ایک تو آپ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ جبکہ حضرت آدم کا تو
وجود بھی نابود تھا۔ دوسرا علم غیب بھی آپ کا ثابت ہو گیا۔ کہ اس وقت
کا سب حال تو اب بھی حضور دیکھ کر فرما رہے ہیں۔ پس جس کی نبوت
بھی خدا ہر سے پہلے عطا فرمائے۔ اور جس کے نور سے بھی سب چیز کا ظہور
ہو۔ پھر علم غیب تو اس کی ذات کی خود صفات ہے۔ اگر کسی اہل اللہ
سے پوچھو تو وہ تم کو اس کا کوئی اور بھی حقیقی معنی بتلا دیوینگے ÷

اس جگہ معترض لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت کو علم غیب ہوتا
تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بہتان کو کیوں
نہ سمجھ سکے۔ اور وغیرہ وغیرہ۔

**جواب**۔ اگر اس طرح نکتہ چینی کی جاوے۔ پھر تو معاذ اللہ خدا
کا بھی علم غیب ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ صحاح ستہ میں یہ حدیث
مشہور ہے۔ کہ جب خدا نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ زمین والے
میرے بندوں کا کیا حال ہے انہوں نے کہا۔ کہ سب تیری
عبادت میں شاغل ہیں۔ یا جیسا موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے پوچھا
اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کی کہ یہ میرا عصا
ہے۔ جس سے میرے بہت کام چلتے ہیں۔ دیکھو اس بقول اعتراض
تمہارے کے اگر خدا کو علم غیب ہوتا۔ تو کیوں آپ حضرت موسیٰ اور فرشتوں
سے زمین والوں کا حال وغیرہ پوچھتے۔ پس اس طرح کے اعتراض
اور ایسے ہی جواب تو اور بھی بہت ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب
فضول بے حصول ہیں اصل بات تو یہ ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حیاتی میں تین حالتیں تھیں۔ ایک بشری۔ دوسری ملکی
تیسری حقی۔ پس وہ حضرت عائشہ صدیقہ کا اعتراض تو پہلے حالت
بشری میں تھا۔ پھر جب آپکی حالت حقی ہوئی۔ تو وہ سب حال
آپ نے جان تو لیا۔ مگر خیال کیا اگر میں کہوں۔ تو معترض

لوگوں کا اعتراض توپھر بھی رہیگا۔ اسواسطے آپ منتظر وحی کے تھے
کہ خدا تعالےٰ خود میرے حرم کی پاکی اپنے قرآن میں بیان کردیوے
پھر تو معترضین وفسادی لوگ قیامت تک شرمندہ وپشیمان رہینگے۔ تو
خداتعالےٰ نے ایسا ہی کردیا۔ اور بھی جیسا کہ حضرت نے حدیث لِی
مَعَ اللہ میں فرمایا کہ میرے اور میرے خدا کے درمیان ایک ایسا
وقت ہوتا ہے۔ کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ سما سکتا ہے نہ کوئی
مرسل ونہ کوئی نبی۔ اسوقت دونوں جہان دانہ رائی کے مانند دکھائی
دیتے ہیں وہ ایک وقت بھی اس واسطے فرمایا۔ کہ دنیا کی زندگی
میں آپکے ساتھ حالت بشری بھی ایک وقت ہوتی تھی۔ جب انتقال
کے بعد وہ حالت بشری گذر گئی۔ پھر توآپکی حقی حالت سے نُور نے
ایسا ظہور پکڑا کہ تمام ماکان ومایکون کا علم تو اب ہمیشہ وہر وقت آپکو
دِن کی طرح روشن ہورہا ہے۔ اور اسی طرح تو ہراولیاء اللہ کا بھی
حیاتی کی نسبت مماتی میں دوچند مرتبہ بلند ہوجاتا ہے۔

# اولیاء اللہ کو بھی علم غیب عطا ہوا

اور بھی دیکھو علم غیب تو خدا نے پیغمبروں کے سوا اور بھی بہت اپنے
دوستوں کو عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام اپنی کتاب نہج البلاغت
ترجمہ اردو مطبع یوسفی دہلی صـ۲۵۱ پر فرماتے ہیں قسم خدا کی اگر میں چاہوں تو

ہر ایک انسان کو اس کی مخرج واسکی منزل اور اس کے تمام امور سے خبر دے سکتا ہوں مگر خوف کھاتا ہوں کہ یہ کہیں میرے بارے میں کافر نہ ہو جائیں مجھے رسول اللہ نہ سمجھ بیٹھیں، پھر فرمایا میں سوائے صدیق و راستی کے کوئی بات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ بیشک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان تمام اخبار کی تعلیم کی ہے اور بتلا دیا ہے۔ دیکھو جو شخص سب حال ظاہر و باطن اول و آخر تمام امور کی خبر دیوے تو علم غیب اسی کو کہتے ہیں اور جناب امیرؑ کو اس علم غیب کی تعلیم کرنے والے بھی تو وہی رسول مقبولؐ ثابت ہوئے۔ کہ جس کے علم غیب سے منکر لوگ انکار کرتے ہیں۔ اور آپکے فرزند جناب امام حسین علیہ السلام بھی اپنی کتاب مرأۃ العارفین کے صفحہ ۲۱ پر اس طرح فرماتے ہیں۔ فمَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ و اَعْرَفَ جمیع الاشیاء ترجمہ سو جس نے پہچانا اپنے نفس کو اُس نے پہچانا اپنے رب کو۔ اور پہچانا اُس نے سب چیزوں کو نیز امام صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں۔ فَمَنْ قَرَأَ ھٰذَا الکِتَابَ فَقَدْ عَلِمَ مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ وَمَا ھُوَ یَکُوْنُ۔ ترجمہ پس جس نے پڑھا اس کتاب کو یعنی دل کو سو اس نے جان لیا اس چیز کو کہ ہو چکی ہے۔ اور جواب ہے۔ اور جو ہوگی دیکھو امام صاحب ہر کامل انسان کے واسطے بھی علم غیب کا ہونا ثابت فرماتے ہیں۔

نیز امام مستغفری اسناد کے ساتھ مالک بن انس سے اور وہ نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر ابن

الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور خطبہ میں فرمایا یا ساریہ بن زنیم الجبل الجبل یعنی اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لے۔ پہاڑ کی پناہ لے۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہ آپنے ساریہ کا بے موقع ذکر کیوں کیا۔ کیونکہ ساریہ عراق میں تھا۔ پھر لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے یہ ذکر کیا۔ کہ حضرت عمرؓ نے اس طرح ساریہ کو خطبہ میں یاد کیا ہے۔ حالانکہ ساریہ عراق میں ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم عمرؓ کی بات کو نہیں سمجھتے۔ خاموش رہو کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ساریہ کا ایلچی عراق سے آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ ساریہ میدان میں دشمن سے لڑ رہا تھا۔ دشمن بھاگ گئے۔ اور ساریہ مال غنیمت لے کر پہاڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ دشمن نے پھر غلبہ پاکر ارادہ کیا۔ کہ ساریہ کے لشکر اور مال غنیمت کو نرغہ میں لے کر پہاڑ کی اوٹ میں آجاوے۔ ساریہ کو آسمان سے ندا آئی۔ کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لے پہاڑ کی پناہ لے۔ راوی نے بیان کیا۔ کہ ایلچی نے بھی اور نیز سامعین خطبہ نے بھی تصدیق کی۔ کہ یہ حضرت عمرؓ کی آواز تھی۔ پس اس روایت سے ایک تو حضرت عمرؓ کا علم غیب ثابت ہو گیا۔ کہ اس قدر مسافت بعیدہ سے ساریہ کو بمعہ لشکر اسلام کے دیکھ لیا۔ اور کفار کے مکر کو بھی معلوم کر لیا۔ دوسرا کرامت بھی ایسی ظاہر ہوئی کہ اتنے فاصلہ پر اپنی آواز اُن کو سُنادی

اور بھی جناب سید سادات پیر مخدوم جہانیاں جہانگشت اچوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ملفوظ شریف جو در مطبع انصاری واقع دہلی کے

صفحہ ۱۹ پر یہ حکایت فرماتے ہیں۔ کہ شیخ جلال الدین اچوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن میرے اور بڑے لڑکوں کو سبق پڑھا رہے تھے۔ اثنائے سبق میں آپ مراقب ہوئے سر نیچے کر لیا ذرہ دیر کے بعد جو لڑکا سبق پڑھ رہا تھا۔ اس کو فرمایا پڑھ وہ نہیں پڑھتا تھا۔ اُس نے کہا میں تب پڑھونگا جب آپ اس کا سبب فرماوینگے شیخ نے فرمایا تو کیا درویشوں کے کام میں پڑا ہے۔ سبق پڑھ ہر چند اس نے انکار کیا آخر لاچار ہو کر شیخ نے فرمایا۔ کہ اس درویش کے چند لوگ معتقد تھے۔ ان کا جہاز دریا میں غرق ہو رہا تھا۔ وہ لوگ اس درویش کو مدد لائے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر جہاز کو کھینچ لیا مخدوم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُنکی آستین کو دیکھا تو تازہ پانی سے تر تھی لوگوں نے وہ تاریخ لکھ لی چند دنوں کے بعد وہ شیخ کی زیارت کو آئے تو وہ واقعہ بیان کیا۔ اور وہ تاریخ بھی ملائی تو واقع ایسا ہی تھا۔ پس اس روایت سے چار فائدے حاصل ہوئے ایک تو اس میں شیخ کا علم غیب بھی ثابت ہوا۔ دوسرا اولیاء اللہ دور سے بھی آواز سُن سکتے ہیں۔ تیسرا بامداد الٰہی پہنچ کر لوگوں کی مشکل کشائی بھی کر سکتے ہیں۔ چوتھا شیخ صاحب سے کرامت بھی ایسی ظاہر ہوئی کہ آپ نے اسی جگہ بیٹھے ہوئے ہزاروں کوسوں سے کام کر لیا۔ اس کو قطع مسافت بھی کہتے ہیں ؛

اور بھی اپنی کتاب راحت القلوب کے صفحہ ۱۶۵ پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربفت علیہ الرحمۃ دھلوی یہ حکایت

فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت خواجہ شیخ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ کے پاس ایک بڑھیا عورت روتی ہوئی آئی اور عرض کی کہ حضرت میرا ایک لڑکا تھا۔ جو عرصہ بیس سال سے کہیں گم ہوگیا ہے۔ معلوم نہیں وہ زندہ ہے۔ یا مر گیا ہے۔ میں اس کے فراق و غم میں نہایت خوار و عاجز و لاچار ہوں۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آیا کچھ دیر تک مراقبہ میں رہے۔ بعدہ سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ جا مائی تیرا تو لڑکا گھر آگیا ہے۔ یہ سن کر بڑھیا بے امید ہوکر گھر چلی تو راستہ میں لڑکا مل گیا۔ بہت خوش ہوئی خوشی سے اپنے گھر لے گئی۔ حال پوچھنا شروع کیا لڑکے نے کہا کہ اس جگہ سے پندراں سو کوس میں دور تھا یکایک میرا دل تمہارے ملنے کو چاہا میں اداس ہوکر دریا کے کنارے پر کھڑا ہوکر رو رہا تھا۔ کہ دیکھئے کب ملاقات نصیب ہو اتنے میں ایک مرد نورانی شکل خرقہ پہنے ہوئے میرے پاس آئے اور میرے رونے کا سبب پوچھا میں نے اپنا حال بیان کیا۔ فرمایا۔ کہ میں تجھے گھر پہنچا دوں یہ بات مجھے دشوار معلوم ہوئی پھر فرمایا۔ کہ اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ اور اپنی آنکھیں بند کر دیں نے ایسا ہی کیا جب آنکھیں کھولیں تو میں اس مکان پر موجود تھا اس عورت نے یہ ماجرا سن کر دل میں خیال کیا۔ کہ یہ حضرت شیخ فرید تھے۔ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑی آپ نے فرمایا۔ مائی میرا نام مت لے یہ اللہ نے تیرا لڑکا تیرے پاس پہنچا دیا ہے۔ دیکھو ایک تو یہ علم غیب ہے۔ دوسرا یہ کرامت ہے پس اگر اسطرح علم غیب کے حالات اور اولیاء

کی کرامات کو تحریر کردوں تو ایک بڑا دفتر تیار ہوتا ہے۔ مگر اس جگہ مختصر پسند ہے۔ اس واسطے زیادہ تحریر سے قلم بند ہے۔ اور جو لوگ اولیاء اللہ کی کرامات وغیرہ کے منکر ہیں۔ ہیں اُن کی نظر میں بھی ایک اور حدیث تحریر کرتا ہوں۔ حدیث شریف جس کا ترجمہ یہ بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قوم بنی اسرائیل میں سے جریج نام ایک مرد عابد تھا۔ ہمیشہ عبادت خانہ میں رہتا تھا۔ اس کی عبادت اور بزرگی کے سبب اُس کی قوم کے لوگوں کو عزت تھی ایک بدکار عورت خوبصورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری خاطر جریج کو بلا میں گرفتار کر دوں تو وہ عورت جریج کے سامنے آئی اس نے کچھ خیال نہ کیا۔ تو اس حجرہ کے پاس ایک اور شخص چرواہہ رہتا تھا۔ عورت نے اس سے صحبت کی اس کو حمل ہوا۔ جب جنی تو عورت نے کہا یہ لڑکا جریج کا ہے لوگوں نے اس کا عبادت خانہ گرا دیا۔ اور جریج کو اس سے نکال کر مارنے لگے۔ اُس نے کہا۔ مجھے کیوں مارتے ہو لوگوں نے کہا تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے۔ اور تیرے نطفہ سے لڑکا جنی ہے۔ جریج نے کہا وہ لڑکا کہاں ہے۔ لوگوں نے جب لڑکا حاضر کیا۔ تو بعد نماز دوگانہ جریج نے کہا اے لڑکے تیرا کون باپ ہے۔ لڑکے نے کہا فلانا چرواہہ میرا باپ ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ پھر تو لوگ جریج پر اس طرح جھکے۔ کہ بہت چومنے چاٹنے لگے۔ اور

کہاکہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنادیں گے جریج نے کہا نہیں اسی طرح مٹی سے بنادو۔ اس حدیث کے الفاظ اور بھی ہیں۔ لیکن اس جگہ صرف مطلب لے کر مختصر کیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن شریف میں بھی اکثر گذشتہ لوگوں کی کرامات کے مجمل ارشارات ہیں جیساکہ حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں سے ایک بزرگ نے ایک آن میں بلقیس کا تخت حاضر لایا۔ اور سرور کائناتؐ نے بھی اسی طرح سابقہ امتوں کی کرامات میں بہت سی حدیثات فرمائی ہیں۔ پس یہ جگہ انصاف کی ہے کہ سابقہ امتوں میں تو کرامات چلی آئی اور اس اعلیٰ امّت میں کچھ کرامات نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے رسول مقبولؐ کی فضیلت کہاں رہی۔ بلکہ اس میں تو ظاہر ہمارے سلطان الانبیاء کی ہتک وتوہین کرتے ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور بھی اولیاء اللہ کی کرامات تو حضرت کے معجزات میں سے ہے۔ پس جو اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر ہوا۔ وہ بدکار تو حضرت کے معجزات کا بھی منکر ہو کر فی النار ہوا۔

# ذکر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں اس کا بھی ثبوت دے کر ہم اپنا دعوے مضبوط کرتے ہیں۔ وھو ہذا قَالَ الحافظ السیوطی فِی التَّنْوِیْرِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِہٖ وَرُوْحِہٖ

وَإِنَّهُ يَتَصَرَّفُ وَيَسِيْرُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوْتِ بِهَيْئَتِهِ النَّبِيِّ كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ وَلَمْ يُبَدِّلْ مِنْهُ شَيْئٌ وَأَيْضًا فِيْهِ وَ أُذِنَ لَهُمْ أَيِ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوْتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ۔ وَأَيْضًا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ مِنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ اللهُ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ الخ

ترجمہ کہا حافظ سیوطی نے تنویر میں۔ کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ساتھ بدن اور روح اپنے کے۔ اور تصرف اور سیر کرتے ہیں۔ زمین کے کناروں اور عالم ملکوت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی ہیئت وشکل مبارک میں ہیں۔ جیسا کہ زندگی میں تھے۔ وفات سے پہلے اور کچھ تبدیلی نہیں ہوئی اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے۔ کہ اذن دیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو قبروں سے نکلنے کا اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کرنے کا اور اس بارہ میں حدیثیں متواتر ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے۔ کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ کہ نبی زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ حرام کیا ہے اللہ تعالےٰ نے زمین پر کھانا بدن انبیاء کا۔ اور بھی کتاب انوار الانتباہ صفحہ ۱۱ پر بحوالہ امام ابن الحاج مکی و امام قسطلانی میں یہ قول مسطور ہے

وَقَدْ قَالَ عُلَمَاءُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِهٖ وَ حَیَاتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مُشَاهِدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِیَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَالِكَ جَلِیٌّ عِنْدَهٗ لَا خِفَاءَ بِهٖ یعنی ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مواتی وحیاتی میں برابر ہیں یعنی اسوقت کی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں اور وہ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں اونکے احوال اور ان کی نیتیں اور ان کے دلوں کے خطرات اور ارادے ان کے اور یہ سب آپ پر روشن ہیں۔ اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔ اس سے دو باتیں حاصل ہوئیں۔ ایک تو جیسا آپ حیاتی میں تھے۔ اسی طرح اب بھی حیات ہیں۔ دوسرا اپنی امت کے سب حال ظاہر و باطن کو دیکھ رہے ہیں۔ اور حدیث شرح برزخ صفحہ ۱۴۲ میں مذکور ہے اور کہا صاحب برزخ نے کہ یہ حدیث امام بیہقی نے کتاب سنن کبرےٰ و طبرانی اور ابن سعید خدری سے اور نیز مروی ہے کتاب فوائد الجواہر و خیرات الحسان ابن حجر مکی میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں اور مولانا جامی علیہ الرحمت بھی نفحات الانس میں فرماتے ہیں۔ کہ انبیا و اولیاء اور شہدا زندہ ہیں۔ اور ان سے امداد لینا اور استغاثہ کرنا جائز ہے۔

اور تفسیر حسینی و روح العباد وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ اولیاؤ انبیاء اور صلحا قبروں میں حیات ہیں۔ اُن کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی وہاں نماز

وروزہ رکھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور دنیا کے تمام امور بھی
دیکھ رہے ہیں۔ اور سائلیں کی حاجتیں ادا کرتے ہیں اور زیارت کرنے
والوں کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ پیغمبروں
کے سوا تو اولیاء اللہ اور شہدا کو بھی خدا نے زندہ و بقا فرمایا پھر حیات
النبیؐ کے منکر کے کیا ہاتھ آیا۔ اور بھی جیسا کہ تاریخ مدینہ جذب القلوب میں
بروایت سعید بن مسیب جو تابعین سے ہے۔ کہا۔ کہ جب یزید کے سپہ
سالار نے مدینہ منورہ کو ویران کیا۔ تو اس وقت تین روز تک اذان
مسجد نبوی میں نہیں ہوئی تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک
سے پانچوں وقتوں کی اذان و اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی راوی
کہتا ہے۔ کہ میں حضور کے پیچھے تین روز تک تکبیر تحریمہ سے نماز پڑھتا
رہا۔ اور بھی یہ تو ہر کس جانتا ہے۔ کہ شہداء ہمیشہ زندہ و بقا ہیں
اور ہر طرح کا کھانا اور پینا غرض تمام عیش و عشرت
وغیرہ کرنا ان کا قرآن پاک میں ثابت ہے۔ کما قولہ تعالےٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ . . ترجمہ نہ گمان
کر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جو مارے گئے راہ خدا میں بلکہ
وہ زندہ ہیں اپنے رب کے نزدیک روزی دیئے جاتے ہیں جنت کے
میوؤں سے درانحالیکہ خوش و خرم رہتے ہیں۔ ساتھ اس چیز کے کہ عطا کیا
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔ اور اس آیت کے تحت میں امام قرطبی

وغیرہ نے لکھا ہے۔!

وَالْاَنْبِیَاءُ اَوْلیٰ بِذٰالِکَ فَھُمْ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَکُلُّ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ جمع مَعَ النُّبُوَّتِ وَصْفَ الشَّھَادَۃِ فِیْہٖ خَلُوْن فی عُمُوْمِ لَفْظِ الْاٰیَۃِ الخ یعنی انبیاء اولیٰ اور افضل ہیں ساتھ اس حیات اور زندگی کے اور وہ بزرگتر اور بڑے ہیں عام شہداء سے تو جب شہداء سے نبوت کا درجہ اولیٰ و افضل ہے۔ تو پس داخل ہوئے انبیاء بھی عمومِ اس آیت کے لفظ میں نقل از ہدایۃ الحرمین صفحہ ۱۳!

اور یہ بھی صحیح حدیث میں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ ظاہر جہاد سے باطنی نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ پس اولیاء اللہ نے تو اس جہاد باطنی کے سبب سے شہادت اکبر کا بھی درجہ پایا۔ اور دیگر حدیث میں ہے۔ کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے لیکن نقل کرتے ہیں۔ جیسا ایک گھر سے اُٹھ کر دوسرے گھر میں چلے جاویں۔ اور بھی جیسا فرمایا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ پس ثابت ہو گیا۔ کہ انبیاء و اولیاء ہمیشہ زندہ۔ و بقا ہیں۔

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ناظر ہونا

اب ذرہ انبیاء و اولیاء کے حاضر حضور ہونے کا بھی کچھہ مذکور سنئے۔ اوّل تو جب وہ مقبول خدا و رسول زندہ و بقا ہیں تو حاضر ناظر ہونا

زندہ کا خود فعل ہے۔ دوسرا حق سبحانہٗ وتعالےٰ چند جگہ فرماتا ہے۔
قولہٗ تعالےٰ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا پھر فرمایا اِنَّا
اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا اور فرمایا وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَآءِ شَہِیْدًا
یعنی ہوگا رسولؐ اوپر تمہارے قیامت میں گواہ پس ان آیات سے ثابت
ہوا۔ کہ رسول علیہ السلام قیامت کو تمام لوگوں کے عملوں پر گواہ ہونگے
دیکھو اللہ تعالےٰ اپنے پیارے نبیؐ کو شاہد بناتا ہے۔ اور شاہد کیواسطے
مشاہدہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جو شخص بلا دیکھے گواہی دیوے تو
اس کی گواہی عند الشرع نامنظور و نامقبول ہوتی ہے پس معلوم ہوا
کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ہر ایک آدمی کے افعال
واقوال کو مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور بھی جیسا سب مسلمانوں کو ہر نماز میں
اپنے پیارے نبی کا حاضر ہونا خدا نے پڑھا اور سنا دیا ہے چنانچہ
التحیات میں پڑھا جاتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اے اللہ کے نبی ہمارا سلام ہو آپ پر اور خدا
کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اوپر تمہارے پس یہ صیغہ حاضر کا ہے اور
ہر نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واسطے حاضر کر کے مخاطب
کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک اہل نماز سمجھ لیویں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے روبرو ہیں اور ہمارے اس فعل کو دیکھ رہے ہیں پس اس
سے بھی حضرت کا حاضر ناظر ہونا تو ٹھیک ٹھیک تصدیق ہوگیا۔ اور بھی
دلائل الخیرات میں یہ حدیث بایں طور مسطور ہے۔ حدیث ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلٰی قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی غَائِبًا بُلِّغْتُہٗ یعنی جو شخص درود پڑھے نزدیک قبر میری کے میں خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھے۔ وہ پہنچایا جاتا ہے۔ اور اسی کتاب میں ایک اور روایت بایں طور مذکور ہے۔ کہا صحابہ نے یا حضرت جو شخص آپ کو مخاطب ہو کر دور سے درود پڑھے یا آپ کے بعد تو پھر کیا آپ سنتے ہیں فرمایا ہاں عشق والوں کا تو میں خود دور سے بھی سنوں گا۔ اور دوسروں کا فرشتہ موکل پہنچا دیگا +

اور خاتمۃ المحدثین مولانا جلال الدین سیوطیؒ انموذج میں فرماتے ہیں۔ قَدْ اجمعو عَلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ عَلَی الدَّوَامِ یُرْزَقُ فِیْ قَبْرِہٖ وَاَنَّ جَسَدَہُ الشَّرِیْفَ لَا یَاْکُلُہُ الْاَرْضُ وَاَنَّ رُوْحَہُ الْقُدْسِیَّۃَ لَمَّا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ الدُّنْیَوِیَّۃِ صَارَ لَھَا قُوَّۃُ الْاِتِّصَالِ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَارْتَفَعَ جَمِیْعُ حُجُبِھَا فَیَرٰی مَا یَصِلُ اِلَیْہِ مِنَ الْاُمَّۃِ مِنْ سَلَامٍ وَصَلٰوۃٍ وَغَیْرِھِمَا کَالْمُشَاھَدِ وَتَبْلِیْغُ الْمَلَکِ مَعَ ذَالِکَ اِنَّمَا ھُوَ الْمَزِیْدُ التَّشْرِیْفِ وَالتَّکْرِیْمِ ط ترجمہ تحقیق اتفاق کیا علماء نے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں ہمیشہ روزی دیئے جاتے ہیں قبر میں روزی حسی اور آپ کے جسد شریف کو زمین نہیں کھاتی اور تحقیق روح مقدس آپکا جبکہ خالی ہوا۔ علائق بدنی دنیاوی سے تو قوت آمیزش پائی ساتھ ملاء اعلیٰ کے اور تمام پردے دُور ہوئے پس دیکھتے ہیں۔ جو کچھ آپ کو پہنچا

ہے۔ اپنی امت سے مثل سلام اور درود وغیرہ کے مانند مشاہدہ کے اور باوجود بذات خود دیکھنے اور سننے کے تبلیغ فرشتہ اسواسطے ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تکریم زیادہ ہو +

اور ابو داؤد و احمد و بیہقی و مشکوٰۃ میں نیز ابو ہریرہ سے یہ حدیث مرقوم ہے مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ یعنی حضرت نے فرمایا کوئی شخص نہیں کہ درود بھیجے مجھ پر مگر اللہ تعالیٰ پھیرتا ہے مجھ پر روح میری کو یہانتک کہ میں درود پڑھنے والے پر سلام کا جواب دیتا ہوں کیوں صاحب حاضر شخص سلام کا جواب دیتا ہے۔ کہ غائب پس ہر جگہ و ہر حال میں حضور کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثبوت کو پہنچ گیا +

# انبیا و اولیاء کو مصیبت میں وسیلہ پکڑنا
## اور حرف (یا) سے پکارنا

انبیاء و اولیاء کو مصیبت کے وقت وسیلہ پکڑنا۔ اور ان کو حرف یا سے پکارنا جائز ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسیلہ اسم مبارک کے بخشش طلب کی چنانچہ مسلم میں یہ صحیح حدیث ہے لَمَّا اقْتَرَفَ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ غَفَرْتُ لَکَ اَنْ سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ ترجمہ جب

اپنی خطا کو پہچانا آدم نے تو کہا اے پروردگار سوال کرتا ہوں طفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ بخش دے مجھ کو تو فرمایا اللہ تعالےٰ نے تحقیق بخش دیا میں نے تجھ کو جبکہ سوال کیا تو نے طفیل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔!

اور بھی حدیث صحیح میں ہے۔ کہ ایک شخص نابینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں مجھے دعا فرمائیے۔ تاکہ آنکھوں میں روشنی ہو جاوے۔ تو حضور نے بایں الفاظ تعلیم دی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ الخ یعنی الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حالت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول ہو۔ پس اس حدیث سے تینوں طرح کی استعانت زبان حضور صلی اللہ علیہ السلام ثابت ہوئی یا تو اس طرح کہنا کہ یا خداوندا بواسطہ فلاں نبی یا ولی کے میرا کام کر۔ یا اس طرح کہنا کہ یا نبی میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا اس طرح کہنا۔ کہ یا نبی یا ولی میری طرف دیکھو اور مدد کرو پس انبیاء و اولیاء کو خدا کا دوست و پیارا سمجھ کر اُن سے امداد مانگے۔ ورنہ اس سے انکار کرنا محض تعصب و جہالت ہے۔ کیونکہ اکثر

صحابہ روم وشام کے جنگوں میں بعض وقت تنگ آکر یا محمدؐ یا محمدؐ کو کے پکارتے تھے۔ پس اُسی وقت اسم مبارک کی برکت سے فتح ونصرت پالیتے تھے۔ اور ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں بے حس ہوگیا تھا۔ تو کہا گیا۔ کہ تم بہترین پیارے کو اس وقت یاد کیوں نہیں کرتے ہو تو اسی وقت عبداللہ بن عمرؓ نے یا محمدؐ یا محمدؐ کہہ کر پکارا تو اچھا ہوگیا۔ جس کی یہ حدیث ہے۔ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ اذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ۔ نقل از کتاب الادب المفرد صفحہ ۱۹۳ از بخاری اور رسالہ انوار الانبیاء صفحہ ۲۶ بحوالہ فتاویٰ خیریہ در رسالہ بہجۃ الاسرار میں سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تحریر ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص کو کوئی مہم سخت پیش آجائے تو وہ پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر گیاراں بار درود شریف پڑھے۔ اور گیاراں قدم عراق کی طرف چلے اس وقت یاد کرے میرا نام واپنی حاجت کو تو اس کی حاجت پوری ہوگی +

اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی اس طور توسل کیا

یَا رَحْمَۃَ الِلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

مَظْلُوْمٌ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمٖ

یعنی امام نے فرمایا یا رسول خدا دیکھو میری طرف یعنی استعانت کرو زین العابدین کی کہ میں ظالموں کے ہاتھ میں محبوس ہوں اور اسی طرح جناب زینبؓ خاتون بن فاطمہ رضی اللہ عنہما نے بھی بوقت مصیبت استغاثہ کیا۔ یعنی اسے

میرے والد! ایسی ہماری بیکسی کے وقت کون ہے سوا تمہارے جو اعانت کرے ہماری۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طور اپنے قصیدہ میں استغاثہ کیا ہے ؎

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی خُذْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

ترجمہ اے سخی دونوں جہان کے اور خزانہ ذات الٰہی کے پکڑ مجھ کو ساتھ بخشش اپنی کے اور راضی کر مجھے ساتھ رضامندی اپنی کے میں چاہنے والا ہوں بخشش تیری کو اور نہیں کوئی واسطے ابی حنیفہ کے مخلوق میں سوائے تیرے

اور حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے بھی اسی طور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا ؎

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

اِنَّنِیْ فِی الْبَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

ترجمہ اے نبی اللہ کے ہماری عرض کو سنو۔ اور اے دوست اللہ کے ہمارے حال کو دیکھو میں غم کے دریا میں غرق ہوں۔ پکڑو ہاتھ میرے کو اور میری مشکلوں کو آسان کرو۔

اور علامہ امام مناوی کتاب التیسیر شرح جامع الصغیر بروایت ابی سعید خدری نے بایں طور حدیث صحیح بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ طلب کرو تم اپنی حاجتیں میری امت کے اصحاب رحمت سے۔ یعنی اولیاء و بزرگان دین سے کیونکہ ان کے دل نرم ہیں خوف الٰہی

سے اور اگر تم ان سے استمداد اور استعانت چاہو گے تو رزق دیئے جاؤ گے یعنی ان کی امداد سے تمہارے دلی مطالب حاصل ہوں گے اسی واسطے تو اولیاء اللہ بھی ایک دوسرے سے استغاثہ کرتے آئے ہیں جیسا کہ شیخ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نے بایں طور توسل کیا ؎

اے پیر دستگیر دستِ مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

اور حضرت بندہ نواز گیسو دراز ؒ نے حضرت غوث اعظم رضؓ سے اس طرح استغاثہ کیا ؎

غریبم نامرادم یا محی الدین جیلانی زپا افتادہ ام دستم بگیر اے غوث صمدانی

اور حضرت مولانا مولوی نور الدین جامی قدس سرہٗ نے بایں طور استغاثہ کیا

یا غوثِ اعظم مددی یا شاہِ جیلاں مددی شاہِ شاہاں مددی یا مرشدِ پاکاں مددی

اور بھی ہیں اس طرح بہت ثبوت دیتا مگر طول کا لحاظ ہے۔ پس انبیاء و اولیاءؑ سے مدد مانگنا اور حرف یا سے ان کو پکارنا ہر طرح ثابت ہو گیا ❖

# زیارت اہل قبور یعنی انبیاء و اولیاء

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا اور وہاں آپ سے دعا مانگنا کمال ثواب و دعا مستجاب ہے کہ یہ امر بھی قرآن مجید و احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قولہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ یعنی

جناب باری نے فرمایا اے میرے حبیب جب لوگ ظلم کریں اپنے نفسوں پر
در تیرے دربار پر حاضر ہو کر مجھ سے بخشش طلب کریں۔ اور آپ بھی ان کے
لئے مجھ سے بخشش مانگیں تو اللہ کو پاویں گے بخشش کرنے والا مہربان
یعنی جو گنہگار تیرے دربار پر آکر مجھ سے بخشش مانگیں تو میں ضرور تیری
خاطر ان کو بخش دوں گا۔ دوسری آیت شریف وَمَنْ یَّخْرُجْ
مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ
الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یعنی جو شخص اللہ اور
رسول کی محبت میں اپنے گھر سے بارادہ ہجرت نکلا۔ اور راستہ میں وہ فوت
ہوگیا تو اس کا اجر خدا کے ذمہ ہوگا۔ یعنی جو شخص میری محبت کے ذریعہ ہجرت
کرکے تیرے بار کو چلا اور راستہ میں فوت ہوگیا یعنی وہاں تک پہنچ نہ
سکا تو اس کا بخشش میرے ذمہ ہوگا۔ پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار شریف پر جانا تو ثواب کیا ان کے لئے بخشش
کا خطاب ہوا۔ اس جگہ مخالف لوگ دو حدیثیں بنا کر پیش کرتے ہیں ایک کا
ترجمہ یہ ہے کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ سفر کرنا سوائے ان تینوں مسجدوں
کے نہ چاہئے یعنی کعبہ و مسجد نبوی اور بیت المقدس۔ دیکھو ان کی غلطی
کہ ان تینوں کے سوا اور دنیاوی کاموں کے لئے سفر کرنا حضرت نے کب
منع فرمایا ہے۔ دوسری کا ترجمہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری قبر کو عید
نہ بناؤ۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ میری قبر کی زیارت نہ کرو بلکہ اس کا یہ مطلب
ہے کہ میری قبر پر آکر بدعتوں کی باتیں نہ کرو۔ یعنی کھیل و تماشہ وغیرہ نہ بناؤ۔

اور بھی ان حدیثوں کو تمام محدثین ضعیف اور غلط بناتے ہیں۔ اور راوی بھی اُن کے معتبر نہیں ایک عبد اللہ بن نافع جو مجروح ہے دوسرا جعفر مجہول الحال ہے۔ اور پچھلی دو آیتیں بھی ان کو منسوخ کر رہی ہیں جیسا خدا نے فرمایا کہ اے میرے حبیب جو گنہگار تیرے دربار پر حاضر ہو کر مجھ سے بخشش طلب کریں گے تو میں تیری خاطر ضرور ان کو بخش دوں گا۔ اور بھی یہ خدا کا بخش صرف آپ کی حیاتی پر مقید نہیں بلکہ آپ کے انتقال کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ جیسا کتاب جواہر منظم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اعرابی شخص نے آپ کی مزار مبارک پر کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میں بہت گنہگار ہوں آپ میرے لئے دعا مغفرت فرمادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت شریف سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے پس اسی طرح کی تو اور بھی بہت حدیثیں ہیں جو علامہ صاحب ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر المنظم میں نقل کی ہیں۔ حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یعنی حضرت نے فرمایا کہ جو شخص میری مزار کی زیارت کریگا۔ اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ حدیث دیگر مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی حضرت نے فرمایا جس نے کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور حدیث دیگر مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یعنی حضرت نے فرمایا جو شخص بعد وفات میری زیارت کریگا۔ تو اس نے گویا میری زیارت

حیاتی ہیں کی۔نقل از کتاب طبرانی و جوہر منظم و بیہقی و درالسنیہ
پس ان حدیثات سے ثابت ہوا۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک
پر جانا ضروری ہے۔یہاں تک تو حضرت نے فرمایا کہ جو شخص بدون عذر
کے میرے روضہ پر نہ گیا تو پس اوس نے مجھ پر ظلم کیا۔دیکھو ظالموں
پر خدا کی لعنت ہے۔جیسا حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ
عَلَى الظَّالِمِیْنَ۔

# زیارت اولیاءکرام

اور زیارت علماء و اولیاء کا بھی ذکر سنئے اسی طرح تو تمام اولیائے
کرام کی قبروں پر بھی جاکر زیارت سے مشرف ہونا اور ان سے دُعا
طلب کرنا بھی جائز ہے۔جیسا کہ شرح برزخ میں اس طرح حدیث وارد
ہے۔ رُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی
الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاَہْلِ الْقُبُوْرِ یعنی حضرت نے فرمایا۔کہ جب
متحیر ہو تم اپنے کاموں میں پس مدد طلب کرو اہل قبور سے اور جیسا
کتاب مجمع البرکات و مطالب اور رسالہ زیارت القبور علامہ برہان
الدین سے علامہ فاضل عبد الغنی نے اپنی تصنیف ذوالفقار حیدری
صفحہ ۹۴ پر بایں طور تحریر کیا ہے۔ وَاِنْ کَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ وَّیُمْکِنُہٗ
اَنْ یَّطُوْفَ حَوْلَہٗ ثَلٰثَۃَ مَرَّاتٍ یَفْعَلُ فَیَقُوْلُ فِیْ الطَّوَافِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا

فی الدُّنیا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط
یعنی اگر کسی آدمی صالح کی قبر ہو اگر ہو سکے۔ تو اس کے گرد طواف کریں تین بار
اور طواف میں اس طرح کہے کہ اے پروردگار دے تو نیکی ہم کو دنیا میں
اور دے تو بھلائی آخرت میں اور پناہ دے عذاب دوزخ سے اور
بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ
میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں۔ چوں بمقبرہ درآید بر روح آں بزرگوار
ادا کند اگر سورہ فتح یا فلاں فلاں سورت دبعض سور تھا کہ در وقت
زیارت بخواند چنانچہ سورہ ملک وغیرہ ذالک بخواند وبعدہ ہفت بار
طواف کند اس میں طول عبارت ہے۔ صرف مطلب کو تحریر کیا ہے۔ اور بھی
محک الطالبین وتحقیق حق المبین میں یوں لکھا ہے وَاِنْ کَانَ عَبْدٌ
صَالِحٌ وَّیُمْکِنُ اَنْ یَّطُوْفَ حَوْلَہٗ طَافَ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا ترجمہ اگر کسی عالم
یا ولی کی قبر ہو۔ تو اس کے گرد پھرنا تین بار یا سات بار جائز ہے۔ اور
اگر گھومنا بزرگوں کی قبروں کے گرد حرام ہوتا۔ تو حرم شریف حطیم
سے مزار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لگائی جاتی حالانکہ وہ مزار اقدس
حطیم میں ہے۔ جس کے گرد حضرت کے زمانہ سے لے کر اب تک طواف
ہو رہا ہے۔ اور کسی نے اس کو شرک یا کفر وغیرہ نہیں کہا۔ پس اسی طرح
تو اولیاء اللہ کی قبر پر بھی طواف کرنے میں کوئی قباحت نہیں قباحت
تو کیا خداوند کریم نے تو اولیاء اللہ کو ایسی تعظیم وطاقت دی ہے کہ وہ
ہر کس کی بات سنتے ہیں اور بوقت مصیبت امداد دیتے ہیں جیسا تفسیر

مظہری میں لکھا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِی لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَاءُوْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَاءَھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَھُمْ اِنْشَاءَاللہ ترجمہ بے شک اللہ تعالٰی نے عطا کی ہے۔ اُن یعنی اولیاء کے ارواح کو قوت مثل اجساد کے زمین و آسمان و جنت وغیرہ کو جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اور مدد کرتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی اور تکلیف پہنچاتے ہیں انکے دشمنوں کو اور بھی اسی طرح مولوی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموتے والقبور میں لکھا ہے کہ ارواح ایشاں یعنی اولیاء اللہ از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت مدد گاری میفرمایند دشمناں را ہلاک میسازند۔!

اور بھی ملا علی قاری صاحب نے مرقات شرح مشکوۃ میں یوں لکھا ہے فَلَا فَرْقَ لَھُمْ فِی الْحَالَیْنِ وَلِذَا قِیْلَ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ الخ یعنی اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں حیات و ممات میں کچھ فرق نہیں اس لئے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ نقل کرتے ہیں جیسا ایک گھر سے اٹھ کر دوسرے گھر کی طرف تشریف لے جاویں پس اولیاء اللہ بھی مثل شہداء کے زندہ ہیں۔ بلکہ اولیاء کے حق میں حضرت فرماتے ہیں کہ یہ باطنی جہاد کے شہداء ہیں کیونکہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ پس اب دین کے صراف الفاف

فرمادیں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کینہ ودشمنی رکھنا درحقیقت خدا کو اپنا دشمن بنانا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ ایک تو ان اولیاء اللہ کا زندہ ہونا خدا کے قرآن اور حضرت کی احادیث سے ثابت ہو چکا۔ دوسرا اولیاء اللہ کا معنی دوست خدا ہے پھر اللہ کے دوستوں کی زیارت کو جانا۔ اور ایسے زندہ لوگوں سے مدد مانگنا کونسا شرک وکفر ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے تو اصحاب قبور کی امداد کے منکر کو عذاب کا مستحق فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا قولہٗ تعالےٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ یعنی اے ایمان والو مت دوستی کرو اُس قوم سے جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب کیا ہے وہ آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں جیسے کافر لوگ قبر والوں سے ناامید ہوئے۔ کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اہل قبور کی امداد وغیرہ سے منکر لوگ نص قطعی سے کافر ہیں۔ نعوذ باللہ منہا الٹی سمجھ والوں کو تو خدا ہی ہدایت کرے آمین۔!

# بزرگان کی نذر ونیاز دینا اور انکی منت ادا کرنا

اور بزرگان خدا کو نذر ونیاز دینا اور ان کی منت وغیرہ بھی ادا کرنا جائز ہے۔ جیسا حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے قرآن کریم میں فرماتا ہے یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا۔ یعنی

مومن وہ ہیں۔ جو پورا کرتے ہیں۔ نذر و منت کو ڈرتے ہیں۔ اس
دن سے کہ جسکی برائی پھیل پڑنے والی ہے سب پر۔ تفسیر مجددی وغیرہ میں
دیکھو۔ کہ یہ آیت شریفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں ہے۔ جب
آپکے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام بیمار ہو گئے تھے۔ تب جناب امیر نے
نذر مانی اور اس کو ادا بھی کیا۔ اور بھی اسی طرح حدیث صحیح میں ہے کہ ایک
عورت نے منت مانی تھی۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر دف
بجاؤں گی۔ اور اس کو آپ نے اجازت دی اور اُس نے دف بجائی چنانچہ
یہ حدیث مشکوٰۃ میں باب النذر فصل ثانی میں بایں الفاظ مذکور ہے وَعَنْ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰى رَاْسِكَ بِالدُّفِّ
قَالَ اَوْفِيْ بِنَذْرِكِ رواہ ابو داؤد اور ایک حدیث میں یوں مذکور
ہے۔ کہ ایک شخص نے کہا یا حضرت میں نے نذر مانی تھی۔ کہ جب حضور فتح
مکہ کرینگے تو میں دو رکعت نماز بیت المقدس میں ادا کرونگا۔ تو حضرت نے
فرمایا۔ کہ تو اُس کو ادا کر۔ اور کتاب طوالع الانوار شرح درمختار سے
صاحب فتاوی سندیہ نے یوں لکھا ہے۔ کہ نذر ماننے والا اس طور سے
نذر مانے کہ اے اللہ میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے۔ کہ اگر میرا فلانا عزیز
غائب شدہ آجائے یا میری دلی حاجت پوری ہو یا میرا بھائی صحت پائے
تو میں فلانے بزرگ کے فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔ یا اُس کی مسجد میں چٹائی
ڈالوں گا۔ یا تیل۔ یا ان کے دربار کے فقیروں کو اس قدر روپیہ دونگا۔ کہ

نذر ماننے کا طریقہ صحیح

کہ ان کو اُن سے نفع ہو۔ تو ایسی نذر کا ادا کرنا ضروری ہے۔ جو خاص حلال و پاک ہے۔

# آداب بزرگان و تعظیمی سجدہ کے بیان میں

اور بزرگان خدا کے آگے تعظیمی و تکریمی سجدہ کرنا اور ان کے آگے جھکنا اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ ملانا جائز ہے۔ لیکن عبودیت کا سجدہ کرنا تو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ غیر کو ہرگز جائز نہیں ہے۔ مگر تعظیمی و تکریمی سجدہ کرنے میں کوئی شرک وغیرہ نہیں ہے۔ اس کے ثبوت میں بزرگ لوگ بہت روایات پیش کرتے ہیں جیسا صاحب محیط و فتاوی جواہر قلمی صفحہ ۲۳۷ میں لکھا ہے۔ اَلسُّجُوْدُ لِلسُّلْطَانِ اِذَا کَانَ بِقَصْدِ التَّعْظِیْمِ وَالتَّحِیَّۃِ دُوْنَ الْعِبَادَۃِ لَا یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاُمِرَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالسُّجُوْدِ۔ ترجمہ سجدہ واسطے بادشاہ کے جبکہ ہووے واسطے ارادہ تعظیم اور تحیۃ کے سوائے سجدہ عبادت کے تو کوئی کفر نہیں ہے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو حکم دیا گیا واسطے سجدہ آدم علیہ السّلام کے اور بھی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا!

پس اس عبارت سے معلوم ہوا۔ کہ سجدہ تعظیمی و تکریمی کرنے میں انسان

کافر نہیں ہوتا۔ ورنہ فرشتگان و اخوان یوسف علیہ السلام کو خدا اُس سجدہ کا حکم ہرگز نہ دیتا۔ کیونکہ یہ خدا کے شان میں نہیں کہ اُن کو شرک وکفر کی تعلیم دیوے۔ معاذ اللہ اور تفسیر رؤفی میں تحت آیۃ کریمہ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ یوں لکھا ہے یعنی یاد کر اے میرے حبیب جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ یکبار سجدہ کرو تم آدم کو تعظیم کا پس سجدہ کیا تمام ملائکہ نے۔ مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی اس سجدے کے یہ معنے کئے ہیں۔ وَاَمَّا الْمَعْنَی اللُّغَوِیُّ ھُوَ التَّوَاضُعُ یعنی اس سجدہ کے لغوی معنے ادب و تواضع کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے بڑے بزرگوں کی خاطر اپنے سر کو ادب سے جھکانا جائز ہے چنانچہ قولہ تعالیٰ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الخ اور وَاخْفِضْ جَنَاحَ الذُّلِّ ترجمہ یعنی جھکا لیجئے اپنے پروں کو یعنی بازوں کو ایمان داروں کیلئے اور الذّل کے معنے تذلّل و تواضع و فروتنی کے ہیں۔ پس اس طرح کا ادب و تعظیم بحکم خدا ہر کس پر واجب ورواہے۔!

اور بھی صحیح ترمذی میں یہ حدیث ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے گروہ کو چند باتوں کی نصیحت فرمائی تو انہوں نے محبت و ادب کے سبب آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی وہ یہ الفاظ ہیں فَقَبَّلَا یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ وَقَالَ نَشْھَدُ اَنَّکَ نَبِیٌّ یعنی انہوں نے آپکے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہو اللہ کے۔ اور کتاب تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سے اذن مانگا۔ کہ آپکے پاؤں اور سر مبارک کو

بوسہ دوں تو آپ نے اُس کو اجازت فرمائی۔ وَھُوَ ھٰذَا۔
قَالَ اَعْرَابِیٌّ ائْذَنْ لِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُقَبِّلُ رَاْسَکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَہٗ فَقَبَّلَ رَاْسَہٗ وَرِجْلَیْہِ الحدیث

پس یہ سب ادب اور تواضع ہے۔ مگر تواضع بھی کئی قسم کی ہوتی ہے تواضع واسطے نبی کے و تواضع واسطے مومنوں کے اور تواضع واسطے والدین کے اور بڑوں کے غرض جیسا کسی صاحب کا مرتبہ ہو ویسی ہی اُس کو تواضع کرنی جائز ہے۔ چنانچہ حدیث میں اَنْزِلُ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ اور بھی بخاری شریف میں ہے۔ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبادہ بن اسامہ کی تعظیم کے لئے سر کو جھکالیا۔ یہانتک کہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا۔ یہ حدیث شفا قاضی عیاض میں بایں الفاظ تحریر ہے۔ وَرُوِیَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ مُحَمَّدِ ابْنِ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ فَقِیْلَ لَہٗ ھُوَ مُحَمَّدُ بْنُ اُسَامَۃَ فَطَاْطَاَ ابْنُ عُمَرَ وَنَقَرَ بِیَدَیْہِ الْاَرْضَ دیکھو اس طرح کی تعظیم و تکریم اور ادب وغیرہ سے تو مخلوق میں خُلق اور محبت بڑھتی ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ اس میں کوئی شرک و کفر پایا جاتا ہے۔

# حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا بننا

کافراں دیدند احمد را بشر
ایں نمے دانند کہ آں شق القمر

حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نور خدا کے نور سے ہے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ترجمہ تفسیر حسینی میں ہے کہ نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اور کتاب مبین سے مراد قرآن شریف ہے اور کتاب مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی اور عبد الرزاق نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت جابر نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَوَّلُ شَیْیٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَاءِ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ ترجمہ جابر نے کہا اے پیغمبر خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو بتلائیے کہ وہ کونسی چیز ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا حضرت نے فرمایا۔ کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا۔ پھر اس نور سے تمام خلق کو پیدا کیا اور صاحب تجلّی الیقین صفحہ ۳۲ پر بایں طور نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا ربّ العالمین۔ میری کنیت ابی محمدؐ کس لئے ہوئی حکم ہؤا۔ کہ اپنا سر اُٹھا اور دیکھ۔ آدم علیہ السلام نے سر اُٹھایا۔ اور دیکھا تو عرش پر نور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر آیا۔ عرض کی اے پروردگار یہ نور کیسا ہے حکم ہؤا ھٰذَا نُوْرُ نَبِیٍّ مِّنْ ذُرِّیَّتِکَ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ اَلَخ یعنی جناب باری نے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے۔ جو تیری اولاد سے ہے اُس کا نام آسمان میں احمدؐ اور زمین میں محمدؐ ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھ کو

بھی نہ بناتا۔ اور آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔ اور صاحب بحر الحقائق فرماتے ہیں۔ کہ وجہ تسمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نور کے ساتھ یہ ہے کہ اوّل جو چیز حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے نور قدم کے ساتھ ظلمت خانہ عدم سے وجود میں لایا۔ وہ نور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ چنانچہ آنجناب خود فرماتے ہیں حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا۔ اور اس کے بعد تمام عالم کو اسی نور سے ظاہر فرمایا۔ اور امام غزالی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب دقائق الاخبار میں بڑی تشریح سے حضرت کے نور ظہور کا بیان کرتے ہیں۔ اور بھی مولوی غلام قادر تفسیر قادری میں سورہ نون سیپارہ ۲۹ میں نٓ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نون سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی قسم اٹھا کر فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا جناب باری نے فرمایا۔ کہ اتارا ہم نے اوپر تمہارے نور مبین۔ یعنی رسول علیہ السّلام کا نور۔!

اور مدارج النبوۃ میں شاہ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ بھی یہ حدیث ارقام فرماتے ہیں اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْئٍ مِّنْ نُّوْرِیْ یعنی حضرت نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام چیز میرے نور سے ہی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست
ہمہ نورہا پرتوِ نورِ اوست

اور نقد النصوص فی شرح الفصوص میں مذکور ہے۔ کہ اصلی جائے ظہور اور بازگشت تمام خلائق کی حضرت حقیقت الحقائق ہیں۔ اور وہ حقیقت محمدیؐ اور نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو جامع تمام کمالات الٰہی و تمام مراتب ملکی و انسانی وغیرہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی حکیم ترمذی نے نوادر الاصول صفحہ ۲۶ میں ذکوان سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ قَالَ اِبْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ اِنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ نہ دھوپ میں اور نہ چاندنی میں ابن سبع نے کہا۔ کہ حضور علیہ السلام کے خصائص سے یہ امر تھا۔ کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اور آپ نور تھے۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ نقل از معراج محمدیہ صفحہ ۸۔ اور حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین قصوری علیہ الرحمۃ تحفۂ رسولیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بایں طور نظم فرماتے ہیںؒ۔ بیت

نور خدا بود درون و برون　　　نور چساں گفت کہ چند است و چون

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن نورِ خدا ہیں۔ نورِ خدا کو کس طرح چون و چرا کہہ سکتے ہیں۔ پس تمام اولیائے کرام و علمائے عظام ہر ایک عامل و کامل قائل ہیں۔ کہ رسول پاک کا نور خدا کا نور ہے

| | |
|---|---|
| ؎ | اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ اَنْتَ نُورٌ فَوْقَ نُوْرٍ<br>اَنْتَ لَا شَكَّ مُحَمَّدٌ اَنْتَ مِصْبَاحُ الصُّدُوْرِ |

یعنی آپ شمس اور آپ قمر اور آپ نورٌ علیٰ نورٌ ہیں اور آپ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم چراغ سینوں کے ہیں۔ اور بھی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ آپ کے حق میں فرماتے ہیں ؎

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

یعنی آں ذات ابتدائے کُل موجودات کی اصل ہیں اور ماسوا جو کچھ موجود ہے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی فرع ہے۔ اور بھی صاحب تفسیر رؤفی مجددی اپنی تفسیر میں یہ مضمون نظم فرماتے ہیں ؎

محمد شمع ایوانِ نبوّت — محمد مشعلِ بزمِ فتوت
محمد آفتاب مشرق نور — محمد ماہتاب مطلع سور
محمد مظہر سرِّ الٰہی — محمد کانِ نور لا تناہی
محمد باعث تخلیق عالم — محمد مفخرِ حوا و آدم
محمد رحمۃ للعٰلمیں ہیں — بروز دیں شفیع المذنبین ہیں
نہ ہوتے وہ تو کل عالم نہ ہوتا — کبھی تخم ظہور اللہ نہ ہوتا

پس یہ بات تو عین ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ خدا کے نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوا جس سے تمام مخلوق نے ظہور پکڑا مگر افسوس صد افسوس اس امت کے جاہل لوگوں پر جو اس نور کو چھپانا اور مٹانا چاہتے

یعنی اپنے پیغمبر کے فضائل کو زائل کر کے اُن کی ہتک و توہین لوگوں کو سناتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ مخالف کتنا ہی زور لگائیں اور واویلے مچائیں۔ پروردگار منکروں کے اِنکار سے اس اپنے نور کو کبھی نہ مٹائے اور بجھائیگا۔ بلکہ اپنے محبوب کے دشمنوں کو جھوٹا بنائیگا۔ چنانچہ قولہٗ تعالےٰ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط

ترجمہ جناب باری فرماتے ہیں کہ ارادہ کرتے ہیں مخالف لوگ یہ کہ بجھادیں منہ اپنے سے نور اللہ کا اور اللہ ایسا نہیں کریگا۔ بلکہ اللہ پورا کرتا ہے نور اپنے کو اگرچہ کتنا ہی اس سے اِنکار کریں کافر لوگ اور وہ اللہ ہے جس نے بھیجا رسول اپنے کو ساتھ حق کے تاکہ غالب کرے اُس کو اوپر سب دینوں کے اگرچہ ناخوش ہوں۔ اس بات پر مشرک لوگ یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ لوگ اس میرے نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر میں اپنے نور کو زیادہ کروں گا۔ اگرچہ مخالف کتنا ہی زور لگائیں۔ اور داویلے مچائیں میں اپنے رسول کا دین ہر دینوں پر غالب کروں گا۔!

ہم کہتے ہیں اگر نور رسول اللہ کا نور نہ ہوتا۔ تو آپ کا سایہ کیوں نہ تھا۔ اور آپ نور نہ تھے تو آگے اور پیچھے کیسا دیکھتے تھے خاکی پیچھے سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور بھی خاکی اندھیرے میں مثل دن کے نہیں دیکھ سکتا یہ بھی سب دلائل ہیں رسول اللہ کے نور ہونے پر۔ پس جو اس کا منکر

ہے۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالےٰ منکروں کو ہدایت کرے
تاکہ شانِ محمدیؐ سے انکار نہ کریں۔ آمین ثم آمین۔!

شعر

حسنِ یوسف سے فزوں تر ہے رسول اللہ کا
وہ ہے نورِ چشمِ یعقوب اور یہ نور اللہ کا

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!

# تمام شد

ایم عارف حسین کاتب غفرلہٗ کشمیری بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# در تولد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

لکھ ہزار مبارکباد دی پاک محمدؐ آیا
دُھم پئی وچہ چودیں طبقیں ملکاں شور مچایا
نُور و نور ہوئی روشنائی جگمگ جانن لایا
حوراں وچہ قصوراں اہل ہار سنگار دکھایا
بند ہوئے در دوزخ رضواں باغ بہشت سجایا
گھر عبد اللہ آمنہ مائی نبی محمدؐ جایا
رُخ انور دا شمس نورانی زلف سیاہ ول پایا
لعل لباں متبسّم دنداں جلوہ طور دکھایا
سرور عالم ختم رسولاں پاک نبیؐ در پایا
جم جم آیا ہر دم نوشہ ٹھم ٹھم قدم لگایا
کفر ہویا کافور جدوں رنگ نور نبوّت لایا
کمّل پہن مزمّل سر تے چھتر لولاک جھولایا
خلعت خاص حبیبی درجہ قاب قوسین دا پایا
احد احمدؐ وچہ فرق نہ ذرہ آپ نبیؐ فرمایا

ہوئی عرب عجم وچہ شادی پاک محمدؐ آیا
دتی جبرائیلؑ منادی پاک محمدؐ آیا
ہو گئی گلشن یثرب وادی پاک محمدؐ آیا
پائی زینت خلد زیادی پاک محمدؐ آیا
مشرق مغرب ہوئی آبادی پاک محمدؐ آیا
دادا شاد ہویا خوش دادی پاک محمدؐ آیا
قد مبارک سرو آزادی پاک محمدؐ آیا
چشماں مست جبیں کشادی پاک محمدؐ آیا
دھن خدیجہؓ بادشہزادی پاک محمدؐ آیا
ہو گئے دور دراز فسادی پاک محمدؐ آیا
ہویا بیت حرم فریادی پاک محمدؐ آیا
خادم نوری خاکی بادی پاک محمدؐ آیا
مٹ گئے شک حلول اتحادی پاک محمدؐ آیا
عین مقرّرہ قسم خدا دی پاک محمدؐ آیا

اُس دا یار صدیقؓ سوہا اِہنا حب شان سوایا — ہر دم رکھے تاہنگ لقا دی پاک محمدؐ آیا
عمرؓ بہادر مرد دلاور بول آواز سُنایا — جستوں خوف کرے نرادی پاک محمدؐ آیا
پھر حیا عثمانؓ پیارا ذوالنورین سدایا — جسنوں شرف ملے دامادی پاک محمدؐ آیا
زوج بتول علیؓ اسد اللہ سرور کاندھ چھایا — زریں تیغ بدست فولادی پاک محمدؐ آیا
حسنؓ حسینؓ دوویں شہزادے وچ جہاں دا آیا — شکل شباہت خیرورا دی پاک محمدؐ آیا
غوث الاعظم قدم جنہاں دا اولیاں کل اُٹھایا — عبدالقادرؓ جی بغدادی پاک محمدؐ آیا
پیر ولایت نور ہدایت حضرت شاہ قطبایا — کامل وچہ ہنر اُستادی پاک محمدؐ آیا
نام محمدؐ شیر دھرا کے ہر اک نوں گل لایا — مرشد کامل رہبر ہادی پاک محمدؐ آیا

آکھے غلام محمدؐ دا سر ہر مومن تے سایا
رہے ہمیشہ ابد آبادی پاک محمدؐ آیا

## در معراج رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

واہ سبحان اللہ رنگ لایا پاک محمدؐ ماہی — کلمہ طیب آن سکھایا پاک محمدؐ ماہی
عرش اوتے معراج کرایا عاشق ذات الٰہی — گھل جبریلؑ امین بلایا پاک محمدؐ ماہی
گھر اُمہانی سُتے حضرت اکھیاں رب شاہی — جبرائیلؑ امین جگایا پاک محمدؐ ماہی
اٹھی حضرت کر دتیاری دلبر نوں چاہی — اللہ پاک تہوں سدایا پاک محمدؐ ماہی
تیری خاطر عرش منور کرسی مسند گاہی — تے رضوان بہشت سجایا پاک محمدؐ ماہی

غالب نیند ہوئی کل غافل یاد کنوں تا ماہی — خلوت دا سامان بنایا پاک محمدؐ ماہی

جاگ محمدؐ کر اسواری حاضر مرکب شاہی — جبرائیلؑ براق لیایا پاک محمدؐ ماہی

حضرت اٹھ وضو فرمایا سک ملن دی آہی — پکڑ رکاب امین چڑھایا پاک محمدؐ ماہی

کر پرواز براق سدھایا ڈھل منزل ماہی — بیت مقدس دے وچہ آیا پاک محمدؐ ماہی

ہوئے امام نبیاں حضرت دتی کل گواہی — پھیر براق بلند چلایا پاک محمدؐ ماہی

منزل منزل سدرہ پہنچے ہار گیا ہمراہی — رفرف اُتے قدم ٹکایا پاک محمدؐ ماہی

اگوں عرش سلامی آیا شوق زیارت خواہی — تنہا عرش برین سوہایا پاک محمدؐ ماہی

گذر گئے اس کانوں حضرت حاصل خلعت شاہی — درجہ قاب قوسین آیا پاک محمدؐ ماہی

مشرف خطاباں ملے درگاہوں ربّ سلطان الٰہی — آ بسم اللہ توں جی آیا پاک محمدؐ ماہی

پردے دور ہوئے کل سارے ظلمت شب سیاہی — نور آہا وچہ نور سمایا پاک محمدؐ ماہی

بحر علوم حقائق کھلے عالم نامتناہی — علمنی ربی فرمایا پاک محمدؐ ماہی

ما اوحیٰ دے راز جتائے تے اسرار کماہی — یطعمنی فرمان سنایا پاک محمدؐ ماہی

استغنا وجوب میسر حاصل بے پرواہی — انا عرب بے عین الایا پاک محمدؐ ماہی

او ادنیٰ وچہ خلوت اکبر مٹ گئے امر نواہی — میں توں دا اِس فرق اٹھایا پاک محمدؐ ماہی

احدیت وچہ عقل مقصر خبر نہیں آگاہی — جو پایا سو آخر پایا پاک محمدؐ ماہی

پھیر غلام محمدؐ آیا بخشے گئے گناہی
بستر گرم آہا جد آیا پاک محمدؐ ماہی

# در حلیہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

ماشاء اللہ عین محمد عین کمال الٰہی
ما انا الا ہو و ہو الا انا الحدیث
صورت پاک رسول اللہ دی عین جمال الٰہی
انا من نور اللہ و الخلق کلہم من نوری

رنگ سفید سرخی مائل سرور پاک نبی دا
کان رسول اللہ صلعم ابیض مشربا بالحمرۃ
عین صباحت وچہ ملاحت مظہر ذات جلی دا

قد میانہ پاک محمد سرور دا ان بہشتی
کان ربعۃ من القوام
حوراں ویکھ ہوون قربانی تے رضوان بہشتی

چہرہ پاک رسول اللہ دا روشن بدر مثالوں
یتلالا وجہہ تلالاء القمر لیلۃ البدر
رأس بزرگ عظیم خزانہ پر اسرار کمالوں
کان رسول اللہ صلعم اعظیم الہامۃ

زلف سیاہ دلیل مبارک نرم جیہے ڈل پائے
وال مبارک سر اپنے دے موڈھیاں تے لٹکائے

سدھے وال نہ چھر کاں آہن تے ناہن گھنگرائے
ولم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدا رجلا
کاے گوش مبارک تائیں گاہے دوش دچھائے
کان شعر رسول اللہ صلعم جمۃ و لمۃ

ابرو قاب قوسین مثالاں ماہ جبین کشادہ
اقدرح الحاجبین یعنی کمان ابرو
بینی پاک بلند مبارک تے پر نور زیادہ
شارع الانف

چشماں مست کحل مازاغول غایت نور سیاہی
ادعج العینین
ڈوری سرخ سفیدی اندر خوب عجب آہی
اشکل العینین

وات مبارک پاک نبی دا خوب کشادہ سوہے
ضلیع الفم
مٹھی بول عرب دی بولی عالم دا دل موہے
صوت الشریف احسن الاصوات وافصح

ہونٹھ مبارک دے مسکاروں جلوہ نور دکھائے
دند مبارک دے چمکاروں طور کھلا شرمائے
مفلج الاسنان

دور خسار مبارک نوری عین برابر آہے
صلت الخدین
بازو پاک رسول اللہ دے گول برابر آہے

ریش مبارک پاک نبی دی مُشت برابر آہی
غیر دقیقة ولا طویلة
بگے وال ونہاں توں آہن گھٹ یقین گواہی
کان شیب رسول اللہ صلعم نحو من عشرین

گردن پاک سفید زیادہ سیم کنوں وہ آہی
کأن عنقه جید دمیة فی صفاء الفضة
مُہر نبوت مونڈھیاں وچ پاک نشان الٰہی
بین کتفیه خاتم النبوة وهو خاتم النبیین

نعلاں پاک رسول اللہ دیاں خوب آہن خوشبوئی
دو پستان مُبارک اُتے وال نہ آہا کوئی
عاری الثدیین والبطن

سینہ پاک تے شکم نبی تے وال نمودہ ناہا
صدر کنوں تا ناف مگر اک خط کشیدہ آہا
موصول ما بین اللبة والسرة بشعر یجری کالخط

سینہ پاک عریض نبی دا خاص خزانہ نور ہی
عریض الصدر
شکم مبارک عین برابر فاقیاں وچہ صبوری
سواء البطن والصدر

بازو بند دراز نبی دے تلیاں بہت کُشادہ
طویل الزندین رحب الراحة
حاتم طائی بست سخاوں سخی کریم زیادہ

پُشت مُبارک صاف بہوں ہموار ملائم پلیاں
کان ساقیه خوشتر
اڈیاں نازک صاف بلوروں ریشم تاں گوں تلیاں

قدم دھرن ہموار زمیں تے وقت عجب چالاں
نقش قدم تا روز قیامت سجدہ گاہ کمالاں

جس کوچے وچہ پاک محمد گزر کریں فرماون
مشک عبیر بہاراں چلے خوشبوئیں دے آون

سایہ جسم مُبارک ہرگز فرش زمیں نہ ڈٹھا
پاک لعاب دہان مُبارک خوب عجائب مٹھا

عرق وجود مُبارک آہا خوشبودار تمامی
کان ریح عرقه المسک
تے جملہ فضلات معطر ہے دلدار گرامی

ذکر شمائل پاک محمد ختم کتاب جاوے
بھاویں سارا عالم رل کے زور تمام لگاوے

حلیہ پاک رسول اللہ دا بخش ہویا انعاموں
بس غلام محمد اُتے تحفہ بھیج سلاموں

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ آل سیّدنا محمد وبارک وسلم